تجلیاتِ نبوّت

تألیف / مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

مُہرِ نبوّت

تألیف / مؤرخِ اسلام قاضی محمد سلیمان منصور پوری

دارُالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

تجلیاتِ نبوت

ترجمہ

روضۃ الأنوار فی سیرۃ النبی المختار

تألیف

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری حفظہ اللہ

مؤلف: الرحیق المختوم

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ریاض - لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض ناشر

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۳۰ء) سیشن جج ریاست پٹیالہ (مشرقی پنجاب) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ علم و فضل اور جذبۂ تبلیغ و دعوت اسلام کے اعتبار سے وہ اپنے دور میں نہایت ممتاز اور سربرآوردہ بزرگ تھے۔

علاوہ ازیں پیغمبر اسلام حضرت نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کے ساتھ آپ کو جو والہانہ محبت و شیفتگی تھی، وہ آپ کی بے مثال تصنیف "رحمۃ للعالمین" سے واضح ہے جو تین جلدوں میں ہے۔ جس نے قاضی صاحب مرحوم کو بھی زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ یہ کتاب بقول قاضی صاحب مرحوم متوسط درجے کی ہے، اس سے قبل انہوں نے ایک مختصر کتاب سیرت "مہر نبوت" کے نام سے تحریر فرمائی (جو اس وقت قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہے) اس کے بعد ایک مفصل کتاب لکھنے کا وہ عزم رکھتے تھے، لیکن ان کا پیمانۂ حیات لبریز ہو گیا اور وہ آخری مرتبہ حج سے واپسی پر راستے میں ہی بحری جہاز میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور ان کی نعش مبارک کو سمندر کی موجوں کے سپرد کر دیا گیا، رحمہ اللہ تعالیٰ و غفرلہ۔

"مہر نبوت" کہنے کو مختصر سی کتاب یعنی کتابچہ ہے لیکن اس کوزے میں دریائے سیرت کو سمیٹ لیا گیا ہے، یوں یہ سرور کائنات ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک بہترین گلدستہ، ایجاز و جامعیت کا عمدہ نمونہ اور۔ آنچہ بقامت کہتر، بہ قیمت بہتر۔ کا صحیح مصداق ہے۔

خادم کتاب و سنت

عبدالمالک مجاہد

(ربیع الاول ۱۴۱۸ھ / جولائی ۱۹۹۷ء)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مقدمہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اما بعد! یہ مختصر رسالہ (جو اب چوتھی[1] مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے) سیدنا نبی ﷺ کے محاسن وفضائل اسی قدر دکھلا سکتا ہے جس قدر آفتاب کی روشنی کو ذرہ، لیکن میں نے دیکھا کہ لوگ مستند فاضلوں کی بڑی بڑی کتابوں کو نہیں پڑھتے اور ناواقفیت کی وجہ سے تاریکی میں پڑے رہتے ہیں۔ امید ہے کہ اس مختصر کو پڑھ کر مسلمانوں کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت اور ذوق اطاعت ترقی پذیر ہو گا۔ اور ناواقفوں کی بے خبری کے حجاب کسی قدر اٹھ جائیں گے۔ رسالہ کا ہر فقرہ صحیح روایت سے لیا گیا ہے اور بڑے بڑے مطالب کو چھوٹے چھوٹے فقروں میں ادا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ناچیز عمل کو قبول فرمائے اور اس کا ثواب میرے والد بزرگوار قاضی احمد شاہ صاحب مرحوم ومغفور کے نامۂ اعمال میں ثبت فرمائے۔

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴾

(قاضی) محمد سلیمان کان اللہ لہ

---

(1) اس کتاب کا متن طبع چہارم سے ماخوذ ہے۔

باب:۱

سیرت محمدیہ (ﷺ)

ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف (ﷺ) ہیں۔ عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نامور فرزند تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ آنحضرت ﷺ مکہ میں دو شنبہ کے دن نو ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے کہ باپ کا انتقال ہوا۔ جب چھ سال کی عمر ہوئی تب ماں نے انتقال کیا۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے۔ ان کا نسب تین پشت اوپر جاکر حضور ﷺ کے ددھیال سے جا ملتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ آٹھ سال دو مہینے دس دن کے ہوئے تو دادا فوت ہوئے۔ ابو طالب جو آنحضرت ﷺ کے والد عبد اللہ کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا' سرپرست متعین ہوا۔ تیرھویں سال میں شام کے سفر کو چچا کے ساتھ گئے تھے مگر راہ میں سے واپس آگئے۔ جوان ہو کر کچھ دنوں تجارت کرتے رہے۔ پچیس سال کی عمر پوری ہونے پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ پھر حضورؐ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یا لوگوں کی بھلائی میں پورا کرتے رہے۔ پینتیس سال کی عمر میں جب قریش میں کعبہ کی عمارت میں حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا ہوا۔ سب نے آنحضرت ﷺ کو صادق اور امانت والا جان کر منصف بنایا۔

نبوت

چالیس سال ایک دن کی عمر ہوئی تو اللہ کی وحی ہوئی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا (بیوی) علی مرتضی رضی اللہ عنہ (بھائی عمر دس سال) ابوبکر صدیقؓ (دوست) زید بن حارثہؓ (مولی آنحضرتؐ) فوراً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت سے عثمان غنی' عبد الرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص' طلحہ' زبیر رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے۔ ابوعبیدہ' ابو سلمہ' ارقم' عثمان بن مظعون اور عبد اللہ بن مسعود' عبیدہ بن الحارث' سعید بن زید' یاسر' عمار' بلال رضی اللہ عنہم ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

اور نبی ﷺ کی بیٹیوں کے بعد ام الفضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی) مسلمان ہوئیں۔ پھر اسماء رضی اللہ عنہا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی) پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن)۔

تین برس تک آنحضرت ﷺ چپکے چپکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلم کھلا سکھلانے لگے۔ جہاں کوئی کھڑا بیٹھا مل جاتا یا مجمع نظر آتا وہیں جاکر ہدایت فرماتے تھے۔ مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو رنج یہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے' وہ بت پوجنا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی بڑی تکلیفیں سہتے رہے۔ پھر انہوں نے تنگ آکر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔

مسلمانوں کا وطن چھوڑنا

سنہ ۵ نبوت:

رجب میں سب سے پہلے عثمان غنیؓ گھربار چھوڑ کر اپنی زوجہ رقیہؓ کو (جو نبی ﷺ کی دوسری بیٹی ہیں) ساتھ لے کر حبش کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "حضرت لوط علیہ السلام پیغمبر کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑا ہے۔" ان کو سمندر تک پانچ عورتیں اور بارہ مرد مزید جاملے ان کے پیچھے بہت سے مسلمان حبش گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیارؓ بھی تھے جو حضرت علی مرتضیٰؓ کے سگے بھائی ہیں۔

سنہ ۶ نبوت:

حمزہؓ (آنحضرت ﷺ کے چچا) اور ان سے تین دن پیچھے حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے۔ مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

سنہ ۷ نبوت:

قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ "کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہ کرے۔ ہاشمی قبیلہ کے ساتھ بھی لین دین، رشتہ ناطہ بند کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔"

اس ظلم کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کھوہ میں (شعب ابی طالب) میں بند رہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ گڑھی کے اندر بچے جب بھوک کے مارے روتے تو ان کے رونے کی آواز شہر تک سنائی دیتی۔ کوئی شخص ترس کھاتا تو تھوڑا بہت اناج چھپ چھپا کر رات کو پہنچا دیتا تھا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت ﷺ اللہ کے پاک نام اور سچے دین کو برابر پھیلاتے رہے۔

سنہ ۱۰ نبوت:

آنحضرت ﷺ طائف پہاڑ پر اسلام کا وعظ فرمانے گئے۔ جب آنحضرت ﷺ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارا کرتے، حضور ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے، لہو بہہ بہہ کر جوتے میں جم جاتا، پاؤں سے جوتا اتارنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کے اتنی چوٹیں لگیں کہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑکنے سے ہوش

پایا، پھر نبی اکرم ﷺ وہاں سے چلے آئے اور یہ فرمایا کہ "اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک ماننے والی ہو جائے گی۔" (آٹھ برس کے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا تھا)

سنہ ۱۱ نبوت:

آنحضرت ﷺ راستوں اور گزر گاہوں پر جایا کرتے۔ آتے جاتے کو وعظ سناتے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی۔ ادھر ہی گئے۔ وہاں مدینہ کے چھ آدمی اترے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

سنہ ۱۲ نبوت:

(۱) ۲۷/ رجب کو ۵۱/ سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دو نمازیں فجر اور عصر کی پڑھی جاتی تھیں۔

(۲) موسم حج میں اٹھارہ شخص مدینہ سے مکہ آئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک زمین میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعبؓ کے وعظ سے بنو نجار اور بنو اشہل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ ایک ہی سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔

سنہ ۱۳ نبوت:

(۱) آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مدینہ چلیں۔ آنحضرت ﷺ نے منظور فرمایا کہ مدینہ رہا کریں گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم اسلام پر پکے رہ کر حضور ﷺ کی اطاعت اور نصرت کیا کریں گے۔

(۲) جب مکہ کے دشمنوں نے سنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ ایک رات انہوں نے آنحضرت ﷺ کے گھر کو گھیر لیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے گھیرے میں سے صاف نکل گئے۔

ہجرت

نبی ﷺ گھر سے نکل کر تین دن رات غار ثور کے اندر رہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ دو شنبہ یکم ربیع الاول ۱/ھ کو غار سے نکلے۔ دو اونٹ سفر کے لئے موجود تھے۔ ایک پر نبی ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے۔ دوسرے اونٹ پر عامر بن فہیرہ صدیقؓ کے غلام اور ایک راستہ کا واقف شخص تھا۔ یہ سب مدینہ کو روانہ ہوئے۔ جب دشمنوں نے آنحضرت ﷺ کا جانا سنا تو انہوں نے اس شخص کے واسطے بڑے بڑے انعام مقرر کئے جو آنحضرت ﷺ کو پکڑ لائے یا سر کاٹ لائے۔ انعام کے لالچ سے بہت سے لوگ پیچھے لگے۔ مگر دو شخص حضور ﷺ تک پہنچے۔ ایک سراقہ بن مالک یہ تو اپنے قصور کی معافی لے کر واپس آگیا۔ دوسرا بریدہ اسلمی اس کے ساتھ ستر سوار بھی تھے۔ یہ چہرہ مبارک کو دیکھتے اور کلام پاک سنتے ہی مسلمان ہو گیا اور حضورؐ کے ساتھ آگے کو چلا گیا۔

سنہ ۱ ہجری یا ۱۴ نبوت:

(۱) آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی اللہ کی عبادت کے لئے مسجد بنائی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھت پر کھجور کے پتے ڈالے گئے۔

(۲) ظہر، عصر، عشاء کی نماز میں اب تک دو رکعت فرض کے تھے، یہاں چار چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔

(۳) مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کے عہد نامے ہوئے۔

(۴) جو مسلمان مکہ سے آئے تھے (مہاجرین) ان کا مدینہ کے رہنے والے مسلمانوں (انصار) سے بھائی چارہ (مؤاخات) قائم کیا گیا۔ یہ دین کے بھائی سگے بھائیوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اپنی جائیدادیں برابر بانٹ لیتے تھے۔

سنہ ۲ ہجری یا ۱۵ نبوت:

(۱) نماز کے لئے اذان دینے لگے۔

(۲) اللہ کے حکم سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اب تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۳) ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

سنہ ۳ ہجری یا ۱۶ نبوت:

زکوٰۃ فرض ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مالدار مسلمان ہے' سال بعد اپنی کمائی میں سے چالیسواں حصہ غریبوں کو ضرور خیرات دیا کرے۔

سنہ ۴ ہجری یا ۱۷ نبوت:

مسلمانوں پر شراب کا پینا حرام ہوا۔

سنہ ۵ ہجری یا ۱۸ نبوت:

عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہوا۔

سنہ ٦ ہجری یا ۱۹ نبوت:

آنحضرت ﷺ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ آئے' جب مکہ سے سات کوس رہے تو قریش نے آنحضرت ﷺ کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ آنحضرت ﷺ ٹھہر گئے مگر یہاں پر ٹھہرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ قریش کے ساتھ (ان باتوں پر) عہد ہو گیا۔

(۱) دس برس تک صلح رہے۔ آپس میں آنا جانا' لین دین جاری رہے۔ جو قبیلہ چاہے مسلمانوں سے مل جائے جو چاہے قریش سے ملا رہے۔

(۲) مسلمان اگلے سال آکر کعبہ میں نماز پڑھ سکیں گے۔

(۳) اگر قریش کا کوئی شخص مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے پاس جا پہنچے تو اسے قریش کے پاس واپس بھیج دیا جایا کرے اور اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو وہ واپس نہیں دیا جائے گا۔ یہ بات سن کر مسلمان گھبرا اٹھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ہنس کر اسے بھی منظور فرمالیا۔

قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر آئندہ کوئی شخص مسلمان نہ ہو گا لیکن ابھی عہد نامہ لکھا جارہا تھا کہ سہیل (جو مکہ والوں کی طرف سے عہد کرنے آیا تھا) کا بیٹا ابو جندل وہاں پہنچ گیا' یہ مسلمان ہو گیا تھا' قوم نے قید کر رکھا تھا۔ اب موقع پاکر بھاگ آیا تھا۔ لوہے کی زنجیر ابھی اس کے پاؤں میں تھی۔

سہیل نے کہا "عہد کے موافق اسے واپس کر دو۔"

مسلمانوں نے کہا کہ "ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوئے۔ اس کی شرطوں پر عمل نہیں ہو سکتا۔"

سہیل نے بگڑ کر کہا "تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔"

نبی ﷺ نے ابو جندل ؓ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اس کو پھر قید میں ڈال دیا۔ اس نے جیل ہی میں اسلام سکھلانا شروع کر دیا اور اس طرح تین سو آدمی ایک سال کے اندر مکہ ہی میں مسلمان ہو گئے۔ ہر شخص جسے تھوڑی بہت سمجھ ہے اس بات سے جان سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی اور اسلام کی خوبی کس طرح دلوں کو اپنا بنا رہی تھی کہ عزیزوں پیاروں کی جدائی' وطن کی دوری اور تکلیفوں کا ڈر

اور قید کا ڈر بھی لوگوں کو مسلمان ہونے سے نہیں روک سکتا تھا۔

دعوت اسلام شاہی درباروں میں

سنہ ۶ ہجری:

نبی ﷺ نے اپنے وقت کے مشہور بادشاہوں کے پاس سفیر بھیجے ان کو اسلام لانے کی ہدایت فرمائی۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) حبش کا بادشاہ اصحمہ نجاشی تھا۔ وہ حضور ﷺ کے خط پر مسلمان ہو گیا۔

(۲) بحرین کا بادشاہ منذر تھا۔ مسلمان ہوا۔ اس کی بہت سی رعایا بھی مسلمان ہو گئی۔

(۳) عمان کا بادشاہ جیفر تھا وہ اور اس کا بھائی مسلمان ہو گئے۔

(۴) خسرو ایران کا بادشاہ تھا۔ اس نے حضور ﷺ کا مراسلہ چاک کر دیا اور یمن کے حاکم کو لکھا کہ "آنحضرت ﷺ کو قید کر کے بھیج دے۔" حاکم کا نام باذان تھا۔ اس نے نبی ﷺ کے ٹھیک ٹھیک حالات معلوم کئے اور مسلمان ہو گیا۔ ملک بھی مسلمان ہو گیا۔

(۵) اسکندریہ کا بادشاہ مقوقس تھا۔ مسلمان نہ ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے قیمتی قیمتی تحفے بھیجے۔

(۶) ملک شام کا حاکم حارث تھا' مسلمان نہ ہوا۔

(۷) ملک یمامہ کا حاکم ہوذہ تھا' اسلام نہ لایا۔

(۸) روم کا قیصر ہرقل تھا اس نے پہلے تو آنحضرت ﷺ کے حالات معلوم کئے۔ پھر اپنے درباریوں سے کہا کہ مسلمان ہو جانا چاہئے لیکن جب اس نے دیکھا کہ سردار لوگ نہیں مانتے اور سارا دربار بگڑ جانے کو تیار ہے تو ڈر گیا کہ میرا تخت بھی نہ جاتا رہے' اس لئے مسلمان نہ ہوا۔

قیصر نے آنحضرت ﷺ کے حالات اس طرح دریافت کئے تھے' حکم دیا کہ جو کوئی شخص مکہ سے آیا ہوا شام میں ملے اسے دربار میں حاضر کیا جائے۔ تلاش کرنے والوں کو ابو سفیان اموی ملا۔ اس کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے۔ یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کئی لڑائیاں بھی لڑ چکا تھا اور ان دنوں میں بھی وہ حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔

ابو سفیان کا بیان ہے کہ "اسے شہر ایلیا میں لے گئے' دربار سرداروں سے بھرا ہوا تھا اور ہرقل تاج پہنے بیٹھا تھا' ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا "پوچھو کہ تم میں سے اس شخص کا قریبی کون ہے جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے؟"

ابو سفیان : "میں قریبی ہوں۔"

قیصر : "کیا قرابت ہے؟"

ابو سفیان : "وہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ قافلہ میں میرے سوا اور کوئی عبد مناف کی نسل سے نہ تھا۔"

قیصر : "اسے آگے بلاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے مونڈھے کے برابر کھڑا کردو۔ میں اس سے کچھ باتیں پوچھوں گا۔ ساتھیوں کو سمجھا دو کہ اگر یہ جھوٹ بولے تو بتلا دیں۔"

ابو سفیان کہتا ہے کہ مجھے شرم آئی کہ میرے ساتھی مجھے جھٹلائیں گے۔ نہیں تو میں بہت باتیں بناتا۔

قیصر : "اس کا نسب کیسا ہے؟"

ابو سفیان : "وہ عالی نسب ہے۔"

قیصر : "کسی اور نے بھی پہلے ایسا دعویٰ کیا ہے؟"

ابو سفیان : "نہیں۔"

قیصر : "اس شخص کو کبھی جھوٹ کی تہمت بھی دی گئی ہے؟"

ابو سفیان : "نہیں۔"

قیصر : "اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟"

ابو سفیان : "نہیں۔"

قیصر : "سردار لوگ اس کا مذہب مان رہے ہیں یا غریب لوگ؟"

ابو سفیان : "غریب لوگ۔"

قیصر : "وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟"

ابو سفیان : "بڑھ رہے ہیں۔"

قیصر : کوئی شخص بیزار ہو کر اس کے دین کو چھوڑ بھی دیتا ہے؟

ابو سفیان : "نہیں۔"

قیصر : "وہ عہد شکنی بھی کرتا ہے؟"

ابو سفیان : "نہیں۔ ہاں اب ہمارا عہد ہوا ہے اور ڈر ہے کہ وہ توڑ دے گا۔" (ابو سفیان کہتا ہے کہ میں اتنی بات سے زیادہ کوئی بات ایسی نہ کہہ سکا۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی شان میں کمی نکلتی اور میرے ساتھی مجھے نہ جھٹلاتے)

قیصر : "کبھی تمہاری اس کی جنگ ہوئی؟"

ابو سفیان : "ہاں۔"

قیصر : "پھر نتیجہ کیا رہا؟"

ابو سفیان : "کبھی وہ جیتا اور کبھی ہم۔"

قیصر : "وہ کیا تعلیم دیتا ہے؟"

ابو سفیان : "وہ کہتا ہے اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ باپ دادا کے ٹھاکروں بتوں کی پوجا نہ کرو' نماز پڑھو' صدقہ دو' پرہیز گار رہو۔ عہد پورا کرو۔ امانتیں ادا کرو۔"

قیصر نے ترجمان سے کہا اسے بتلا دو:

"تو کہتا ہے کہ وہ عالی نسب ہے' بیشک نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ وہ اسی کی نقل کر رہا ہے۔

تو کہتا ہے کہ دعویٰ سے پہلے کوئی بھی اسے جھوٹا ہونے کی تہمت نہ دیتا تھا۔ تو اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس شخص نے کبھی انسان پر جھوٹ نہیں باندھا' وہ اللہ پر جھوٹ باندھے۔

تو کہتا ہے کہ اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس بہانے سے باپ دادا کا ملک چاہتا ہے۔

تو کہتا ہے کہ اس کے مذہب میں غریب مسکین داخل ہو رہے ہیں۔ بے شک یہی لوگ پہلے پہل نبیوں کے ماننے والے ہوتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں۔ بیشک ایمان کی یہی تاثیر ہے کہ وہ بڑھتا رہتا ہے۔ جب تک وہ پورا کمال حاصل نہ کرلے۔

تو کہتا ہے کہ اس کے دین سے کوئی بیزار نہیں ہوتا۔ بیشک ایمان کی یہی حالت ہے کہ جب دل کے اندر جا پہنچتا ہے تو پھر دل سے جدا نہیں ہوتا۔

تو کہتا ہے کہ وہ کبھی عہد سے نہیں پھرتا۔ بے شک نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ ہم میں جنگ ہوئی ہے۔ ایک دفعہ وہ غالب رہا اور ایک دفعہ تم۔

ہاں نبیوں کی بھی آزمائش ہوتی ہے۔ مگر آخر نبی کی فتح ہوتی ہے۔

تو کہتا ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کرنے اور شرک نہ کرنے کو کہتا ہے۔ وہ باپ داداؤں کے جھوٹے معبودوں سے روکتا ہے۔ نماز' سچائی' پرہیزگاری' وفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتا ہے۔ بیشک نبی کے یہی طریقے ہیں۔"

قیصر نے پھر کہا: "میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ مگر یہ گمان نہ تھا کہ ملک عرب میں ہو گا۔ دیکھ! اگر تیرے جواب سچے ہیں تو وہ اس جگہ کا بھی مالک بن جائے گا۔ جہاں میں بیٹھا ہوں۔ کاش! میں اس تک پہنچ سکتا۔ کاش میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔"

۶/ ہجری کے بعد اور بھی بہت سے نامی گرامی رئیس مسلمان ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے پہلے اسلام کی بابت سنا۔ پھر خود بھی پڑتال کی اور جب سچائی کا پتہ لگ گیا تب مسلمان ہوئے۔ مشہور لوگوں کے نام یہ ہیں:

* ثمامہ والیٔ نجد۔ (۷ ھ) میں مسلمان ہوا۔
* جبلہ شاہ غسان۔ بھی (۷ ھ) میں مسلمان ہوا۔
* فروہ بن عمرو جذامی قیصر کی طرف سے ملک شام کا گورنر تھا۔ (۷ ھ) میں مسلمان ہوا۔

  جب قیصر نے سنا کہ وہ مسلمان ہو گیا تو فروہ کو بلایا اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے' اس نے نہ مانا۔ قیصر نے قید کر لیا۔ پھر بھی وہ پکا رہا تب پھانسی چڑھا دیا۔ وہ پھانسی پر چڑھتا ہوا بھی شکر کرتا تھا کہ اسلام پر مرتا ہوں۔
* خالد بن ولیدؓ' عثمان بن ابو طلحہؓ' عمرو بن عاصؓ' مکہ کے مشہور سردار تھے۔ خود مدینہ پہنچے اور (۸ ھ) میں مسلمان ہوئے۔
* مشہور دشمن اسلام ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بڑا بہادر نامی سردار تھا۔ (۸ ھ) میں مسلمان ہوا۔
* عدی اپنے علاقہ کا رئیس تھا۔ مشہور سخی حاتم طائی کا بیٹا تھا۔ بڑا بہادر تھا۔ (۹ ھ) میں مسلمان ہوا۔
* اکیدر دومۃ الجندل کا والی تھا۔ (۹ ھ) میں مسلمان ہوا۔
* ذی الکلاع۔ یہ طائف اور کچھ حصہ یمن اور قبائل حمیر کا بادشاہ تھا۔ خدا کہلایا کرتا۔ سجدے کرایا کرتا۔ جب مسلمان ہوا تو سلطنت چھوڑ کر غریبانہ رہا کرتا۔ (۹ ھ) میں مسلمان ہوا تھا۔

قبائل کا مسلمان ہونا

بادشاہوں' حکمرانوں کے سوا عرب کے بڑے بڑے قبیلے جو اسلام کی ہدایت سے دل کے شوق اور محبت سے مسلمان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت کو دور دور سے مدینہ آئے وہ بھی بہت ہیں۔ ان کے حالات کو کتاب "رحمۃ للعالمین" میں پڑھنا چاہئے۔

سنہ ۸ ہجری یا ۲۰ نبوت:

مکہ جہاں سے کافروں نے حضور ﷺ کو نکالا تھا۔ جہاں کسی غریب مسلمان کا زندہ رہنا مشکل تھا۔ جہاں اسلام کی بات کرنا بھی کسی کے لئے آسان نہ تھا۔ اس سال فتح ہو گیا۔ کعبہ جہاں تین سو ساٹھ بت رکھے تھے۔ بتوں سے پاک ہوا اور جس کام کیلئے یہ مسجد چار ہزار سال سے بنائی گئی تھی۔ یعنی خدائے واحد کی عبادت۔ اب وہی اس میں جاری ہوئی۔

سنہ ۹ ہجری یا ۲۱ نبوت:

(۱) اس سال حج فرض ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کے قافلے کا امیر بنایا اور کئی سو مسلمانوں نے حج ادا کیا۔

(۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میدان حج میں نبی ﷺ کے حکم سے اعلان کیا کہ اب آئندہ کوئی مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہو گا۔ کوئی عورت یا مرد ننگا ہو کر کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ جن لوگوں نے عہد شکنی کی ہے' ان کے ساتھ کوئی عہد باقی نہ سمجھا جائے گا۔

غزوات

نبی ﷺ جب مدینہ آبسے تھے تب دشمنوں نے فوجیں اکٹھی کیں اور کئی دفعہ مسلمانوں پر چڑھ چڑھ کر گئے تھے۔ چار برس تک مسلمانوں نے صبر کیا۔ پھر انھوں نے بھی کئی دفعہ آگے بڑھ کر دشمن کی حملہ آور فوجوں کو تتر بتر کیا۔ یہ جھگڑے ۲/ ھ سے شروع ہوئے اور ۹/ ہجری تک سات سال رہے۔ مشہور مشہور غزوات یہ ہیں۔

(۱) غزوۂ بدر۔ ۲ ھ
(۲) غزوۂ احد ۳ ھ
(۳) غزوۂ خندق ۵ ھ
(۴) غزوۂ خیبر ۵ ھ
(۵) غزوۂ فتح مکہ ۸ ھ
(۶) غزوۂ حنین ۸ ھ
(۷) غزوۂ تبوک ۹ ھ

سنہ ۱۰ ہجری یا ۲۲ نبوت:

نبی ﷺ نے حج کیا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار مسلمان شامل حج تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر اسلام کے سارے اصول سمجھائے۔ جاہلیت کی رسموں، شرک کی باتوں کا ملیامیٹ کیا۔ امت کو الوداع کہا۔

۱۱ ہجری:

نبی ﷺ نے ۲۳ برس پانچ دن تک اللہ کے حکم بندوں کو پہنچا کر خدا کا سچا، سیدھا راستہ دکھا کر تریسٹھ (۶۳) برس پانچ دن کی عمر میں بارہ ربیع الاول کو دو شنبہ کے دن دنیا سے کوچ فرمایا۔

﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾

خطبہ

وفات سے ایک مہینہ پہلے سب کو بلا کر حضور ﷺ نے فرمایا "مسلمانو! خدا تم کو سلامتی سے رکھے' تمہاری حفاظت فرمائے' تمہیں بچائے۔ تمہاری مدد کرے۔ تم کو بلند کرے۔ ہدایت اور توفیق دے۔ اپنی پناہ میں رکھے۔ آفتوں سے بچائے۔ تمہارے دین کو تمہارے لئے محفوظ بنائے۔ میں تم کو تقوے کی اور اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں' تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

امید ہے کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراؤ گے۔ تم کو چاہئے کہ خدا کے بندوں اور بستیوں میں سرکشی' تکبر اور اکڑ کر چلنے کو نہ پھیلنے دو۔ آخرت کا گھر انہی کے لئے ہے جو دنیا میں اکڑ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے' اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے۔" فرمایا "جو بڑی بڑی حکومتیں تم کو ملیں گی' میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے۔ لیکن ڈر یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔"

انتقال سے کچھ دن پہلے پھر سب مسلمانوں کو بلایا۔ انصار و مہاجرین کی بابت ہدایتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔

پھر فرمایا "اگر کسی شخص کا حق مجھ پر ہو تو بتادے۔" ایک نے کہا کہ حضور ﷺ نے ایک مسکین کو مجھ سے تین درھم دلائے تھے' وہ نہیں ملے۔ یہ درہم آنحضرت ﷺ نے اسی وقت ادا کر دیئے۔ پھر بہت لوگوں کے حق میں دعائیں کیں۔ بیماری کے دنوں میں فرمایا "لوگو! لونڈی' غلام کی بابت خدا کو یاد رکھو۔ ان کو خوب پہناؤ' خوب کھلاؤ' ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔"

نزع کی حالت میں فرمایا "نماز' نماز' غلام کے حقوق" آخری لفظ جو آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر فرمائے یہ تھے۔

"اللہ برتریں رفیق!"

باب: ۲

کنبہ کے حالات

نبی ﷺ کے نو چچا تھے۔ ان میں سے حمزہ [۱] اور عباس رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے۔ ابو طالب [۲] آنحضرت ﷺ کے فدائی اور ناصر تھے۔ چھ پھوپھیاں تھیں جن میں صفیہ رضی اللہ عنہا [۳] مسلمان ہوئیں۔ بارہ غلام تھے سب کو آزاد فرما دیا تھا۔ لونڈیاں تین۔ ان میں ایک ام ایمن رضی اللہ عنہا تھی جس نے حضور ﷺ کو گود کھلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ بیٹے تین' قاسم [۴]' عبد اللہ [۵]' ابراہیم سب بچپن ہی میں فوت ہوئے۔ بیٹیاں چار۔ (۱) زینب رضی اللہ عنہا ان کے شوہر ابو العاص بن ربیع تھے۔ (۲ - ۳) رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم ان دونوں کے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ [۶] تھے۔ (ام کلثوم کا نکاح رقیہ کی وفات کے بعد ہوا تھا۔) (۴) فاطمہ رضی اللہ عنہا [۷] ان کے شوہر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ [۸] اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان ہی کے بطن سے ہیں۔

---

(۱) ان کا لقب اسد اللہ و رسولہ و سید الشہداء ہے۔

(۲) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔

(۳) زبیر بن العوام کی ماں۔

(۴) ان ہی کے نام پر آنحضرت ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے۔

(۵) ان کا لقب طیب و طاہر ہے۔

(۶) حضرت عثمان کو اسی لئے ذو النورین کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی دو بیٹیاں ان کے نکاح میں آئیں۔

(۷) بتول' زہرا علم' سیدۃ النساء خطاب' ان کو اپنی بہنوں پر اس لئے فضیلت ہے کہ ان ہی کی نسل دنیا میں باقی رہی۔

(۸) جناب حسین رضی اللہ عنہ نصف رمضان ۵/ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے۔

بیویاں

نبی ﷺ کی ہر ایک بیوی کا لقب خدا کے حکم سے ام المؤمنین (مومنوں کی ماں) ہے' ہر ایک کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

(۱) ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔ حضور ﷺ کی دیانت' کمال اور برکت کو دیکھ کر انہوں نے شادی کی درخواست خود کی تھی۔ ابراہیم کے سوا آنحضرت ﷺ کی کل اولاد ان ہی سے ہے۔ ان کی سچائی اور غمگساری کو آنحضرت ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ یاد فرماتے رہے۔ (۱۰/ نبوت میں وفات ہوئی)

(۲) ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا: یہ اپنے پہلے شوہر سکران کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں۔ ان کی ماں بھی مسلمان ہو گئی تھی۔ پھر تینوں ہجرت کر کے حبش چلے گئے تھے۔ وہاں ان کا شوہر مر گیا۔ نبی ﷺ نے ان سے اپنا نکاح ۱۰/ نبوت میں (سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد) کر لیا۔ (۵۴ھ میں وفات پائی)

(۳) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دل وجان' زر و مال سے آنحضرت ﷺ اور اسلام کی خدمتیں ایسی کیں کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ "میں سب کی خدمتوں کا بدلہ دے چکا ہوں۔ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمتوں کا صلہ خدا ہی دے گا۔" ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی نبی ﷺ کو دینی چاہی اور کہا کہ "میری زندگی بھر کی تین آرزوئیں ہیں۔ اور ایک یہ ہے کہ میری بیٹی نبی ﷺ کے گھر میں ہو۔" نبی ﷺ نے اپنے یار غار کی عرض کو اللہ پاک کے فرمانے سے منظور کر لیا۔ حضرت عائشہؓ ۲ ھ کو حضور ﷺ کے گھر آئیں۔ جیسی باپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کی تھیں۔ بیٹی بھی ایسی ہی عالمہ وفاضلہ ہوئی کہ بڑے بڑے صحابہؓ علم کی مشکل باتیں ان سے پوچھا کرتے تھے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثوں کی روایت ان سے منقول ہے۔ (۵۷ھ میں فوت ہوئیں)

(۴) ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ ان کا شوہر غزوۂ احد میں زخمی ہوا اور انہی زخموں سے فوت ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۳ ھ میں شادی کر لی۔ یہ اللہ کی بندی عبادت گذار بھی حد درجہ کی تھی (۴۵ھ میں انتقال ہوا)

(۵) ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے۔ پھر عبیدہ بن حارث سے ہوا تھا۔ یہ دونوں نبی ﷺ کے حقیقی چچیرے بھائی تھے۔ تیسرا نکاح عبد اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ یہ نبی ﷺ کے پھوپھی زاد تھے۔ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے ۳ ھ میں

نکاح کر لیا وہ نکاح کے بعد صرف تین مہینے زندہ رہیں' یہ بی بی غریبوں کی اتنی مدد اور پرورش کیا کرتی تھیں کہ ان کا لقب ام المساکین پڑ گیا تھا۔ (۴ ھ میں شہادت پائی)

(۶) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ان کا پہلا نکاح ابو سلمہ عبد بن الاسد سے ہوا تھا۔ جو نبی ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے اور دودھ کے بھائی تھے۔ انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی تھی اور پھر ہجرت مدینہ۔ مکہ سے مدینہ تک تنہا سفر کیا تھا۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے زخموں سے وفات پائی تھی۔ چار بچے یتیم چھوڑے۔ نبی ﷺ نے بے کس بچوں اور ان کی حالت پر رحم کھا کر ان سے ۳ ھ میں نکاح کر لیا۔ (تمام امہات المؤمنین سے آخر میں ۵۹ ھ میں وفات پائی)

(۷) ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: یہ نبی ﷺ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح کوشش کر کے اپنے آزاد کئے ہوئے غلام زید رضی اللہ عنہ سے کرا دیا تھا۔ لیکن شوہر کی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہ بنی اور بیوی کو چھوڑ دیا۔ اگرچہ حضور ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو سمجھایا بھی بہت کہ بیوی کو نہ چھوڑے۔ زینب رضی اللہ عنہا کی اس مصیبت اور ذلت کا بدلہ خدا نے یہ دیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ۵ ھ میں کروا دیا۔ اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن یکایک زینب رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے منہ بولے سے چھڑا کر اپنا نکاح اس سے کیا۔ یہ لوگ تین باتیں بھول جاتے ہیں۔

(۱) زینبؓ آنحضرت ﷺ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنکھوں کے سامنے پلی اور بڑھی۔ ان کی شکل وصورت کی بات آنحضرت ﷺ سے کچھ بھی چھپی نہ تھی۔

(۲) ان کا پہلا نکاح زیدؓ کے ساتھ خود نبی ﷺ نے بڑی سعی سے کرایا تھا۔

(۳) اسلام متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنانے کو باطل ٹھہراتا ہے۔

(تمام امہات المؤمنین سے قبل ۲۰ ھ میں وفات پائی)

(۸) ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا: لڑائی میں پکڑی گئی تھیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ وہ بیس سالہ جوان تھے۔ مگر انہوں نے کچھ روپیہ ان کو لگا دیا (مکاتب کر دیا) جس کے ادا کرنے سے وہ چھوٹ جاتی۔ جویریہ چندہ مانگنے کے لئے نبی ﷺ کے پاس آئی اور یہ بھی ظاہر کیا میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا سارا روپیہ ادا کر دیا۔ (آزاد ہو گئی) پھر فرمایا "بہتر یہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کر لوں" (یہ اس خیال سے فرمایا کہ اگر اور اسیر آئے انہوں نے بھی چندہ مانگا تو کیا کیا جائے گا۔ جب لشکر نے یہ سنا کہ یہ قیدی اب آنحضرت ﷺ کے رشتہ دار بن گئے تو انہوں نے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس چھوٹی سے تدبیر سے آنحضرت ﷺ نے ایک سو سے زیادہ انسانوں کو لونڈی غلام بنائے جانے سے بچا دیا۔ یہ نکاح ۵ ھ میں ہوا۔ ۵۶ ھ میں وفات ہوئی۔

(۹) ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا: ابو سفیان اموی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ جن دنوں ان کا باپ نبی ﷺ کے ساتھ لڑائی کر رہا تھا۔ یہ مسلمان ہوئی تھیں۔ اسلام کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر شوہر کو لے کر حبش کی ہجرت کی۔ وہاں جا کر ان کا شوہر مرتد ہو گیا۔ ایسی سچی اور ایمان میں پکی بی بی کے لئے یہ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ اسلام کے واسطے باپ' بھائی' خاندان قبیلہ اور اپنا ملک وطن چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا تھا' اس کی بے دینی سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی ﷺ نے ایسی صابرہ کے ساتھ ۵ ھ میں خود نکاح کر لیا۔ یہ نکاح حبش ہی میں پڑھا گیا۔ تاکہ ام حبیبہؓ کی مصیبتوں کا جلد خاتمہ ہو جائے۔ (۴۴ھ میں فوت ہوئیں)

(۱۰) ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا: ان کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بہن حضرت حمزہؓ کے' ایک بہن حضرت عباسؓ کے اور ایک بہن حضرت جعفر طیارؓ کے گھر میں تھی۔ ایک بہن حضرت خالد بن ولیدؓ کی ماں تھی۔ آنحضرت ﷺ کے چچا عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے ان کی بابت کہا اور آنحضرت ﷺ نے چچا کے کہنے پر ۷ ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔

یہ سب نکاح اس آیت سے پہلے ہو چکے تھے۔ جس میں ایک مسلمان کے واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (بشرط عدل) چار تک مقرر کی گئی ہے۔ (۵۱ ھ میں وفات ہوئی)

(۱۱) ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا: آپ بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ آپ کی ماں کا نام ضرہ تھا۔ آپ کا اصل نام زینب تھا۔ پہلی شادی سلام بن مشکم سے ہوئی تھی۔ جس نے آپ کو طلاق دے دی۔ دوسرا نکاح کنانہ سے ہوا۔ غزوۂ خیبر میں قید ہو کر رسول اکرم ﷺ کے حصہ میں لونڈی کی حیثیت سے آئیں تو آپؐ نے آزاد فرما کر ان سے نکاح کر لیا اور آپ کا نام صفیہ رکھا۔ (۵۰ ھ میں انتقال ہوا)

باب: ۳

خلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ نے فرمایا "خدا نے مجھے اس لئے نبی بنایا ہے کہ میں پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی تکمیل کروں۔" صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا "آنحضرت ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟" فرمایا "قرآن مجید ان کا خلق ہے۔" مطلب یہ ہے کہ درخت پھل سے اور انسان اپنی تعلیم سے پہچانا جاتا ہے۔ تم قرآن مجید سے نبی ﷺ کی شناخت کرو۔ قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کو رحمۃ للعالمین کہا ہے اور زمانہ کی سچی تاریخ بتلاتی ہے کہ حضور ﷺ کا وجود بالکل رحمت تھا۔ ایک حدیث سے نبی ﷺ کے اخلاق یہ معلوم ہوتے ہیں:

آنحضرت ﷺ شاہد خلق ہیں۔ حکم ماننے والوں کو خوشخبری سناتے اور نافرمانوں کو ڈراتے ہیں۔ انجانوں کی پناہ' اللہ کے بندے اور رسول' سب کام کو اللہ پر چھوڑ دینے والے۔ نہ عادت کے سخت اور نہ بول چال میں کرخت' چیخ کر نہیں بولتے۔ بدی کا بدلہ ویسا ہی نہیں دیتے۔ ان کا کام قوم اور مذہب کی خامیوں کو درست کر دینا ہے اور ایک اللہ کی وحدانیت کو قائم کر دینا۔ ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں۔ بہروں کو کان دیتی ہے اور غافل دلوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے۔ ہر ایک خوبی سے آراستہ' ہر ایک خلق کریم سے عطا یافتہ' سکینہ ان کا لباس ہے' نکوئی ان کا شعار ہے۔ ان کا ضمیر (پاک دل) تقویٰ ہے۔ ان کا کلام حکمت ہے۔ صدق و وفا ان کی طبیعت ہے۔ عفو واحسان ان کی عادت ہے۔ عدل ان کی سیرت ہے۔ سچائی ان کی شریعت ہے اور ہدایت ان کی راہ نما ہے۔ ملت ان کی اسلام ہے اور احمد ﷺ ان کا نام ہے۔

وہ ضلالت کے بعد ہدایت دینے والے اور جہالت کے بعد علوم سکھانے والے ہیں۔ گمناموں کو رفعت دینے والے' مجہولوں کو نامور کر دینے والے' قلت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔ خدا نے ان کے ذریعے سے اختلاف کی بجائے اتفاق بخشا۔ پھٹے ہوئے دلوں کو الفت عطا فرمائی۔ گوناگوں خواہشوں اور بوقلموں قوموں کو وحدت ارزانی فرمائی۔ ان کی امت بہترین امت ہے۔ اس کا کام لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔

صبر و حلم

(۱) طائف والوں نے نبی ﷺ کو پتھر پر پتھر مار کر زخمی اور بیہوش کر دیا تھا۔ فرشتہ نے آکر کہا کہ حکم ہو تو یہ بستی الٹ دوں؟ فرمایا "نہیں نہیں۔ اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔"

(۲) ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ وعدہ کے دن باقی تھے۔ اس نے راہ چلتے آنحضرت ﷺ کا گریبان آکر پکڑ لیا کہ "میرا قرض ادا کر دو۔" فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ گستاخ قتل ہونا چاہئے۔" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "نہیں تم مجھے خوبصورتی سے ادا کرنے کو کہو اور اسے تقاضے کا اچھا ڈھب بتلاؤ۔" پھر اسے ہنس کر فرمایا "ابھی تو وعدے کے دن باقی ہیں۔"

(۳) ایک گنوار نے پیچھے سے آکر زور سے آنحضرت ﷺ کی چادر کھینچی، گردن سرخ ہو گئی۔ نبی ﷺ نے لوٹ کر دیکھا تو وہ بولا کہ "میری مدد کرو۔ میں غریب ہوں۔" فرمایا "ایک اونٹ جو کا، ایک کھجور کا لدا دیا دو۔"

ادب اور تواضع

(۱) لوگوں کے اندر پاؤں پھیلا کر کبھی نہ بیٹھتے۔

(۲) اپنی تعظیم کے لئے مسلمانوں کو کھڑے ہونے سے روکا کرتے۔

(۳) دست مبارک کو کوئی شخص پکڑ لیتا تو آپ اس سے کبھی نہ چھڑاتے۔

(۴) کسی کی بات نہ کاٹتے۔

(۵) سوار ہو کر پیدل کو ساتھ نہ لیتے یا تو سوار کرا لیتے یا واپس کر دیتے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "ایک دن نبی ﷺ خچر پر بلا پالان کے سوار تھے۔ میں مل گیا۔" فرمایا "سوار ہو جاؤ۔" میں حضور ﷺ کو پکڑ کر چڑھنے لگا۔ آپ تو نہ چڑھ سکا۔ ہاں حضور ﷺ کو گرا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر دوبارہ فرمایا، میں پھر نہ چڑھ سکا اور حضور ﷺ کو پھر گرا دیا۔ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر فرمایا۔ "سوار ہو جاؤ۔" میں نے کہا "مجھ سے تو چڑھا نہیں جاتا۔ حضور کو کہاں تک گراؤں گا۔"

جود و سخاوت

* سوالی کو کبھی رد نہ فرماتے۔ زبان پر انکار نہ لاتے۔ اگرچہ کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا تو سوالی سے عذر کرتے، جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔

* ایک نے آکر سوال کیا۔ فرمایا "میرے پاس تو ہے نہیں۔ تم بازار سے میرے نام پر قرض لے لو۔" فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ "خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی۔" نبی ﷺ چپ کر گئے۔ ایک نے پاس

سے کہہ دیا کہ "خدا کی راہ میں دینا ہی اچھا ہے۔" اس پر حضور ﷺ خوش ہو گئے۔

شرم و حیا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ میں پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیا تھی۔

* اپنے کام میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے' مگر دوسرے کو شرم کی وجہ سے نہ فرماتے۔
* کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ لیتے تو جو پسند نہ ہوتا تو اس شخص کا نام لے کے کچھ نہ فرماتے۔ عام طور پر لوگوں کو اس کام سے روک دیا کرتے۔

مہربانی اور محبت

(۱) نفلی عبادت چھپ کر کیا کرتے کہ امت پر اتنی عبادت کا کرنا مشکل نہ بنے۔

(۲) ہر کام میں آسان صورت کو پسند فرماتے۔

(۳) فرمایا "میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کرو۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کی طرف سے میری صاف دلی میں فرق آجائے۔"

(۴) وعظ اور نصیحت کبھی کبھی کیا کرتے' تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔

(۵) بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری ساری رات امت کے لئے دعا کیا کرتے اور زار زار روتے۔

صلہ رحم

(۱) فرمایا "میرے دوست تو ایمان والے ہیں لیکن صلۂ رحم سب کے ساتھ ہے۔"

(۲) ایک جنگ میں ایک عورت قیدی ہو کر آئی۔ اس نے کہا کہ "میں آپ کی دایہ کی بیٹی ہوں۔" نبی ﷺ نے اپنی چادر اوپر سے اتار کر اس کے لئے بچھا دی۔

(۳) مکہ والوں نے حضور ﷺ کو اور مسلمانوں کو سینکڑوں دکھ رنج دے کر وطن سے نکالا تھا۔ بیسیوں سچے مسلمانوں کو قتل کیا تھا کہ کیوں یہ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور ﷺ نے سب کو بلا کے کہہ دیا کہ "تمہارے سب قصور معاف کئے جاتے ہیں۔"

عدل و اعتدال

(۱) جو جھگڑا دو شخصوں میں ہوتا۔ اس میں عدل فرماتے۔ اگر کسی کا حضور ﷺ کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو وہاں رحم فرماتے۔

(۲) مکہ میں ایک عورت کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے چوری کی۔ لوگوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے جو نبی ﷺ کو بہت پیارے تھے۔ سفارش کرائی۔ فرمایا "کیا تم تعزیرات الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو! اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی ایسا کرتی تو میں تعزیر ہی دیتا۔"

(۳) اعتدال کی بابت حضور ﷺ کا ارشاد ہے: «خَيْرَ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا» اس سے ہر ایک بات میں درمیانہ پن رکھنے کی ہدایت ملتی ہے۔

صدق وامانت

(۱) جانی دشمن بھی حضور ﷺ کی سچائی اور امانت کا اقرار کرتے تھے۔

(۲) بچپن ہی سے سارا ملک حضور ﷺ کو صادق (سچا) اور امین کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

(۳) ایک دن ابو جہل نے کہا "اے محمد! (ﷺ) میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا۔ لیکن تیرے دین پر میرا دل نہیں جمتا۔"

(۴) جس رات نبی ﷺ گھر سے مدینہ کے لئے نکلے تھے۔ دشمنوں نے اس رات حضور ﷺ کے قتل کا سامان پورا بنایا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے پیارے بھائی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس لئے مکہ میں پیچھے چھوڑا تھا کہ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں' وہ دے دینا۔

عفت و عصمت

(۱) نبی ﷺ نے فرمایا کہ "مکہ میں لوگ کہانیاں کہا کرتے تھے۔ مجھے بھی سننے کا شوق ہوا۔ اس وقت عمر دس برس سے کم تھی۔ میں اس ارادہ سے چلا۔ راستہ میں آرام کے لئے ذرا بیٹھ گیا۔ وہیں نیند آگئی۔ جب سورج نکلا۔ تب آنکھ کھلی۔"

(۲) "اسی عمر کا ذکر ہے' کسی کے ہاں بیاہ تھا۔ عورتیں گا رہی تھیں۔ دف بجتی تھی۔ میں سننے کے لئے چلا۔ چلتے چلتے نیند نے غلبہ کیا سو گیا۔ دن چڑھے اٹھایا بیدار ہوا۔ ان دونوں باتوں کے سوا کبھی کسی مکروہ کام کا میں نے ارادہ بھی نہیں کیا۔"

زھد

(۱) نبی ﷺ کی دعا تھی۔ الٰہی ایک دن بھوکا رہوں۔ ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں۔ کھا کر تیرا شکر کروں۔

(۲) صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ "آنحضرت ﷺ کا کنبہ مہینہ دو مہینہ تک پانی اور کھجور پر گذران کرتا۔ چولہے میں آگ تک نہ جلائی جاتی۔"

(۳) صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں "میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا۔"

(۴) حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں "میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر صرف ٹاٹ تھا۔ اسے دو تہہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک دن ہم نے چار تہہ کر دیا۔" فرمایا "بستر نرم ہو گیا۔ آئندہ ایسا نہ کرنا۔"

(۵) ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں

کھائی۔"

(۶) آنحضرت ﷺ نے جو آخری رات دنیا میں کاٹی' اس رات صدیقہ ؓ نے چراغ کے لئے تیل ایک پڑوسن سے ادھار لیا تھا۔

(۷) وفات کے بعد حضور ﷺ کی زرہ یہودی کے پاس تھی جو اناج کے بدلہ گروی تھی۔

(۸) آنحضرت ﷺ جیسا زہد خود فرماتے' ایسی ہی نصیحت کنبہ والوں کو فرماتے۔ حضور ﷺ کی بیٹی فاطمہ زہرا ؓ نے اپنے ہاتھ دکھائے۔ تنور کی آگ سے جھلسے ہوئے' چکی پیسنے سے چھالے پڑے ہوئے اور ایک لونڈی مانگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اللہ کو خوب یاد کرو۔ دنیا کی تکلیفیں کیا ہیں۔"

(۹) دعا فرمایا کرتے "الٰہی! آل محمد کو صرف اتنا دے' جسے پیٹ میں ڈال لیں۔"

(۱۰) زہد کی یہ سب صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی۔

عبادت

(۱) نفلی نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ صحابہ ؓ نے کہا کہ "حضور ﷺ تو بخشے ہوئے ہیں پھر اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔" فرمایا "کیا اب میں اس کا شکر نہ کروں۔"

(۲) سجدہ میں اتنی اتنی دیر تک پڑے رہتے کہ دیکھنے والوں کو انتقال کر جانے کا وہم ہو جاتا۔

(۳) مناجات کے وقت سینہ مبارک دیگ کی طرح جوش مارتا ہوا معلوم ہوا کرتا۔

(۴) آیت رحمت پڑھ کر دعا مانگتے اور آیت عذاب پڑھ کر کانپ اٹھتے۔

(۵) کئی کئی دن کا برابر روزہ رکھا کرتے۔ اوروں کو ایسے روزہ سے منع کرتے۔

عام برتاؤ

(۱) سب سے ہنس مکھ ہو کر ملتے۔

(۲) یتیموں کو پالتے' بیواؤں کی مدد کرتے۔

(۳) غریبوں مسکینوں سے پیار کرتے۔ ان میں جا کر بیٹھا کرتے۔

(۴) سفید زمین پر بیٹھ جاتے۔ اپنے لئے کوئی سامان امتیاز کا پسند نہ فرماتے۔

(۵) لونڈی غلام بھی بیمار ہو جاتے تو خود جاکر ان کی خبر لیتے۔

(۶) کوئی مسلمان مرجاتا اس پر قرض ہوتا تو بیت المال سے اس کا قرض دفن کرنے سے پہلے ادا کرتے۔

(۷) کوئی مخلص مرتا تو اس کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوتے۔

(۸) منافق لوگ سامنے آکر گستاخیاں کیا کرتے۔ دشمنوں کو مدد دیا کرتے۔ مگر آنحضرت ﷺ کبھی ان سے بدلہ نہ لیا کرتے۔

(۹) ایک دفعہ نجران کے عیسائی آگئے۔ ان کو اجازت دے دی کہ مسجد نبوی میں اپنے طریقہ کی نماز پڑھ

لیں۔

(۱۰) جنگل میں ایک بکری ذبح کرنے لگے۔ ایک بولا "میں ذبح کر دوں گا۔" ایک بولا "میں گوشت کاٹ دوں گا۔" ایک بولا "میں پکا دوں گا۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "میں لکڑیاں لے آؤں گا۔" عرض کی گئی "ہم سب خدمت کو حاضر ہیں۔ حضور ﷺ کیوں تکلیف کریں۔" فرمایا "میں بھائیوں میں نکما نہیں رہنا چاہتا۔"

عفوورحم

(۱) آنحضرت ﷺ کے پیارے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو وحشی نے مارا۔ ناک کان وغیرہ کاٹے' کلیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی جب اس نے معافی کی بابت عرض کیا تو معاف کر دیا۔

(۲) ہبار نے آنحضرت ﷺ کی بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے نیزہ مارا' وہ ہودج سے گر گئیں۔ حمل جاتا رہا۔ وہی صدمہ ان کی موت کا سبب بنا۔ ہبار نے سامنے آکر معافی مانگی۔ معاف فرما دیا۔

(۳) ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے سو گئے' تلوار ٹہنی سے لٹکا دی۔ ایک دشمن آیا۔ تلوار اٹھالی اور آنحضرت ﷺ کو گستاخی سے جگایا اور پوچھا "اب کون تم کو بچائے گا۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اللہ" وہ شخص چکر کھا کر گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے تلوار اٹھالی۔ فرمایا "اب تجھے کون بچا سکتا ہے۔" وہ حیران ہو گیا۔ فرمایا "جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔"

(۴) فرمایا "جاہلیت کی جن باتوں پر قبیلے لڑا کرتے تھے' میں سب باتوں کو مٹاتا ہوں۔ اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ چھوڑتا ہوں۔ اور جن لوگوں سے میرے چچا نے قرض لینا ہے۔ ان کو قرضہ بھی معاف کرتا ہوں۔"

باب: ۴

تعلیمات مصطفویہ

نبی ﷺ کی پاک تعلیم' اعتقادات' عبادات' عادات' معاملات' مہلکات' منجیات' ریاضیات' احسانیات کے بارے میں بحر ناپیدا کنار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بزرگی اور اسلام کی برتری اسی تعلیم پر ہے۔ میرا مطلب اس چھوٹی سی کتاب میں اس پاک تعلیم کا نمونہ دکھلا دینا ہے۔

تہذیب نفس' اپنے آپ کی درستی

(۱) دانا وہ ہے جو خود کو چھوٹا سمجھتا ہے اور کام وہ کرتا ہے جو مرنے کے بعد کام آئے۔ نادان وہ ہے جو نفس کا کہنا مانتا ہے اور خدا پر امیدیں باندھتا ہے۔

(۲) پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے۔ پہلوان وہ ہے جو نفس کو اپنے بس میں قابو کر لیتا ہے۔

(۳) قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی خالی نہیں ہوتا۔

(۴) غیر ضروری کا چھوڑ دینا عمدہ دینداری ہے۔

(۵) مشورہ بھی امانت ہے۔ جھوٹی صلاح دینا خیانت ہے۔

(۶) شر(بدی یا فساد) کو چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

(۷) حیا سراپا خیر ہے۔ (شرم وحیا میں نیکی ہی نیکی ہے)

(۸) صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں جو ہر ایک کو میسر نہیں۔

(۹) گذران میں میانہ روی رکھنا نصف روزی ہے۔ (سمجھ سوچ کر خرچ کرنا آدھی کمائی کے برابر ہے)

(۱۰) تدبیر جیسی کوئی دانائی نہیں۔

(۱۱) جو عہد کا پکا نہیں' وہ دیندار نہیں۔

(۱۲) عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

(۱۳) مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔

(۱۴) جہالت سے بڑھ کر کوئی تنگی نہیں۔
(۱۵) جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔
(۱۶) اچھے خلق کے برابر محبت کی کوئی تدبیر نہیں۔
(۱۷) تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔
(۱۸) خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔
(۱۹) اپنے بھائی کو طعنہ نہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی حال میں پھنس جاؤ۔
(۲۰) جس طرح سرکہ سے شہد خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بد خلقی سے ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں۔

ماں باپ کی اطاعت

(۱) خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے۔ خدا کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔
(۲) سب عملوں سے بہتر نماز کا وقت پر پڑھنا ہے' پھر ماں باپ کی اطاعت۔
(۳) سب گناہوں سے بڑھ کر گناہ شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی۔ پھر جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنا۔

رشتہ داروں سے برتاؤ

رحم (قرابت) رحمٰن سے نکلا ہے۔ جو قرابت کو قائم رکھتا ہے۔ خدا اسے ملاتا ہے جو اسے چھوڑتا ہے۔ خدا اس کو چھوڑتا ہے۔

لڑکیوں کا پالنا

(۱) اگر کسی کی تین یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور اللہ سے ڈر کر ان کی اچھی تربیت کرے وہ بہشتی ہے۔ (خواہ ایک ہی ہو)
(۲) لڑکیوں کی پرورش ایک امتحان ہے جو اس میں پورا اترا دوزخ سے بچا رہے گا۔

یتیموں کا پالنا

یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں میرے ساتھ یوں رہے گا۔ جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔

بادشاہ وقت کی اطاعت

(۱) بادشاہ زمین پر خدا کا سایہ ہے۔
(۲) اگر حبشی غلام بھی حاکم ہو جائے تو اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔
(۳) سلطنت کفر سے نہیں جاتی' بلکہ ظلم سے جاتی ہے۔

رحم دلی

جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہ کیا جائے۔

بھیک مانگنے کی برائی

(۱) جو کوئی لوگوں سے بھیک مانگتا ہے۔ وہ اپنے لئے آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ اب بہت اکٹھی کر لے یا تھوڑی۔

(۲) سب سے برا آدمی وہ ہے جو خدا واسطے کہہ کر مانگتا ہے اور پھر بھی اسے کچھ نہیں ملتا۔ دیکھو خدا کا واسطہ دے کر لوگوں سے مت مانگو۔ خدا ہی سے مانگو۔

باہمی برتاؤ

(۱) جو چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

(۲) تم اہل زمین پر مہربانی کرو۔ خدا آسمان پر مہربان ہو گا۔

(۳) ایک مومن دوسرے کے لئے آئینہ ہے۔ اگر کسی بھائی میں کوئی نقص دیکھو تو اسے بتلا دو۔

(۴) آپس کی محبت اور ہمدردی میں دیوار سے مثال سیکھ' جس کی ایک اینٹ دوسری کو مضبوط بناتی ہے۔

(۵) ہنس کر ملنا' نیک بات کہنا' بری بات سے ہٹا دینا' بھولے بھٹکے کو راستہ بتا دینا' تھوڑی نظر والے کو راستہ بتانا' راستہ میں سے کانٹا' پتھر' ہڈی ہٹا دینا۔ کسی کو پانی کا ڈول نکال دینا۔ یہ سب کام صدقہ جیسے ہیں۔

(۶) سلام کرنا' (غریبوں کو) کھانا کھلانا' رات کو چھپ کر نماز پڑھنا۔ اسلام کی اچھی نشانیاں ہیں۔

(۷) جس کا خلق اچھا ہے۔ قیامت کے دن وہی مجھے پیارا اور میرے پاس ہو گا۔ جس کا خلق برا ہے۔ میں اس سے بیزار اور دور رہوں گا۔ جو لوگ بیہودہ بکتے' گپیں لگاتے' تکبر کرتے ہیں' میں ان سے بیزار ہوں۔

(۸) اچھی حالت میں رہنے کا نام تکبر نہیں' لوگوں کو حقیر جاننا' سچائی کو رد کر دینے کا نام تکبر ہے۔

(۹) سب سے محبت رکھو اسی میں آدھی عقل ہے۔

(۱۰) یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے۔ اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ ایسی عادت بناؤ کہ اگر لوگ تم سے اچھا برتاؤ کریں تو تم ان سے احسان کرو اور اگر وہ تم سے برائی کریں تو تم ان پر ظلم نہ کرو۔

علم کی بزرگی

(۱) جو کوئی علم کی تلاش میں چلتا ہے اسے بہشت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔
(۲) تم جب تک علم کی تلاش میں ہو راہ خدا میں ہو۔
(۳) علم کی تلاش پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے۔
(۴) تحقیقات کا شوق آدھا علم ہے۔
(۵) عبادت کی بزرگی سے علم کی بزرگی بہتر ہے۔
(۶) حکمت و دانائی کو اپنی گم شدہ چیز سمجھو' جہاں مل جائے لے لو۔
(۷) جو کوئی علم کو چھپاتا ہے اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔
(۸) جہاں علم اور حلم اکٹھے ہوں۔ ان سے بہتر کوئی دو چیزیں کہیں ایک جگہ اکٹھی نہ ملیں گی۔

لونڈی' غلام' خادم سے سلوک

(۱) لونڈی' غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارا ماتحت بنا دیا ہے۔ جس کے پاس لونڈی یا غلام ہو۔ وہ اسے برابر کا کھلائے' برابر کا پہنائے۔ طاقت سے بڑھ کر اس سے کام نہ لے۔ مشکل کام میں آپ اس کو مدد دیں۔
(۲) لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا اپنے آپ کو دوزخ سے چھڑا لینا ہے۔
(۳) ایک نے پوچھا "خدمت گار کو کہاں تک معاف کیا جائے۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "دن میں ستر دفعہ۔"

خاتمہ

دعا

* دعا بندہ کو خدا سے ملاتی ہے' مصیبت میں دل کو تسکین دیتی ہے۔ فراغت میں غفلت کو دور رکھتی ہے۔ نبی ﷺ نے جو دعایں ہم کو سکھلائی ہیں ان میں سے اسلام کی تعلیم بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور سیاہ دلوں کی زنگ بھی صاف ہوتی ہے۔ جو دعایں لکھی جاتی ہیں۔ بہتر ہے کہ ان کو حفظ کر لو اور خدا سے اسی طرح دعا کیا کرو۔
* میں زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف یکسو ہو کر اپنا منہ کرتا ہوں۔ میں اس کے برابر کا کسی کو نہیں سمجھتا۔(الانعام:۷۹)
* میری بدنی عبادتیں اور مالی صدقے' میرا جینا' میرا مرنا جہان کے مالک پروردگار کے لئے ہے۔ بیشک مجھے حکم ہے کہ میں کسی کو پروردگار کے برابر کا نہ سمجھوں اور اپنے سر کو اسی کی درگاہ پر رکھوں۔ (۱۶۲۔۱۶۳ الانعام)
* اے خدا! اے بادشاہوں کے بادشاہ پالن ہار! تیرے سوا کوئی بھی نہیں جس کی بندگی کی جائے میں تیرا بندہ ہوں اپنی جان پر ظلم کر چکا ہوں۔ اب اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم)
* اے مالک! مجھے اچھے سبھاؤ اور نیک عادتوں پر چلا۔ بیشک ایسی ہدایت تو ہی دے سکتا ہے۔ اے مالک! مجھے برے سبھاؤ اور بد خلقی سے بچا لے۔ بیشک تو ہی مجھے اس سے بچا سکتا ہے' میں تیرے حضور میں حاضر ہوں اور تیرا حکم ماننے کو تیار ہوں۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم)
* اے مالک! بہتری اور نیکی کی سب قسمیں تیرے ہاتھ میں ہیں اور بدی کو تیری طرف لگاؤ نہیں۔ اے مالک! بڑی برکتوں اور بلندیوں والے۔ میں تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ (حضرت علی

رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم)

* الٰہی! میں تجھے سجدہ کرتا ہوں' تجھ پر ایمان رکھتا ہوں' تیرے سامنے اپنے سر کو جھکاتا ہوں۔ میرا چہرہ اسے سجدہ کرتا ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور میری صورت بنائی۔ جس نے چہرہ کے ساتھ سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھیں لگائیں۔ خدا بڑی برکتوں والا ہے۔ پیدا کرنے کی طاقت اس میں اعلیٰ واحسن ہے۔ (صحیح مسلم' حضرت علی رضی اللہ عنہ)
* الٰہی! میرا ظاہر میرا باطن تجھے سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔
* الٰہی! میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ کاروبار میں مجھے استقلال دے اور ارادہ میں نیکی عطا کر۔ مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بجا لاؤں۔ الٰہی! میرے دل کو عیبوں سے پاک کر دے اور زبان کو سچائی سکھلا دے (نسائی: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ)
* الٰہی! میرے دین کو سنوار دے' اس میں میرا پورا پورا بچاؤ ہے۔ میری دنیا کو سنوار دے' اس میں میری گذران ہے۔ (صحیح مسلم' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
* الٰہی! مجھے رزق دے جو پاک ہو' علم دے جس کا نفع ہو' عمل! جسے تو قبول کر لے۔
* الٰہی! میں تجھ سے عاجزی' کاہلی' بے ہمتی' بخیلی' حد درجہ کی کمزوری و ضعیفی اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مشکوٰۃ: سعدؓ)
* الٰہی! میرے دل کو پرہیز گاری دے' اسے پاک کر دے' تو ہی سب سے بڑھ کر اسے پاک بنا سکتا ہے اور تو ہی میری جان کا والی و کار ساز ہے۔
* الٰہی! جس علم میں نفع نہ ہو' جس دل میں تیری بزرگی نہ ہو' جس نفس میں قناعت نہ ہو' جو دعا قبول نہ ہوتی ہو۔ میں ان سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔
* الٰہی! ہمارے دلوں میں الفت بھر دے۔ ہماری حالتوں کو درست بنا دے۔ ہم کو سلامتی کی راہ پر چلا۔ ہم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی دکھا۔
* الٰہی! ہم کو کھلے اور چھپے فحش سے پاک کر دے اور ہم کو ہمارے کان' آنکھ' دل' بیوی بچوں میں برکت دے تو ہم پر رحمت رکھ اور اپنی نعمت کا شکر گذار بنا۔ ہم تیری نعمت لیتے رہیں اور تیری ثنا کرتے رہیں اور تو ہم پر اپنی نعمتوں کو پورا فرماتا رہے۔

آمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ

(قاضی) محمد سلیمان

تجلیات نبوت

سیرت طیبہ کا موضوع اتنا مبارک اور مقدس ہے کہ اس پر کتابیں لکھنا اور اسے شائع کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ بلاشبہ ہزاروں کتب اس موضوع پر موجود ہیں۔ اور قیامت تک نہ جانے اور کتنی لکھی جائیں گی کہ ہر مؤلف اور مصنف ایک نئے اسلوب اور انداز سے کتاب لکھتا ہے۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری حفظہ اللہ کا نام سیرت پاک کے مؤلف کے حوالے سے بڑا مستند ہے۔ تجلیات نبوت کو بطور خاص نوجوان طبقے کے لئے لکھا گیا۔ سیرت پاک کو سادہ اور آسان زبان میں ڈھال دیا۔ اسوۂ حسنہ کے نہایت اہم پہلو جہاد کا اس طرح تذکرہ ہے کہ اس کے مطالعے سے روح جہاد بیدار ہوتی ہے۔

مہر نبوت

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ کی سیرت پر کتاب ''رحمۃ للعالمین'' بے مثال تصنیف ہے۔ انہوں نے سیرت پر ایک مختصر کتاب ''مہر نبوت'' کے نام سے لکھی، جو سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک بہترین گلدستہ ہے اور سیرت پاک کا روشن روشن معطر تذکرہ۔ دارالسلام پہلی مرتبہ ''تجلیات نبوت اور مہر نبوت'' کو ایک جلد میں شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ